سالانہ قیمت ہے؎

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر
(میتھو منزل۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینجر صاحب ہونا چاہیئے
اور مضامین و اشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۱۔ جولائی ۱۹۲۲ء | نمبر ۲۹

حضرت عیسے کو مانیں یا محمد کو ثمر
راستہ جنت کا گر مقصود ہے اے دوستو

بات یہ نوشیرواں عادل سے پوچھا چاہیئے
آپ کو حضرت ثمر بیدل سے پوچھا چاہیئے

غزل

از قلم آر۔ حاکم رائے۔ جے پور (راجپوتانہ)

جستجو میں جس کے رہتے ہیں وہ جوہر اور ہے
دل کو جو مرغوب ہے میرے وہ گوہر اور ہے

ہم نے مانا ہیں حسیں لاکھوں ہی دنیا میں مگر
دل لگانے کے جو قابل ہے وہ دلبر اور ہے

کب یہ ممکن ہے کہ عاصی ہو شفیع عاصیاں
شافع روز جزا اے بندہ پرور اور ہے

کر نہیں سکتا کسی کی رہبری کوئی بشر
رہنمائی جس نے کی اپنی وہ رہبر اور ہے

یوں آنے کو یہاں لاکھوں پیمبر آگئے
موت پر جو غالب آیا وہ پیمبر اور ہے

ڈھونڈتا ہے کیا وہی چاہے تو تجھ سے ملکے
ہر طرح کی جس کو ہے قدرت وہ قادر اور ہے

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتے سنی ہے اے غم
نخل جو رہتا ہے ہر دم بار آور اور ہے

غزل

درد کا درماں کسی کامل سے پوچھا چاہیئے
عشق صادق کا مزہ بسمل سے پوچھا چاہیئے

اندھا اندھے کو دکھا سکتا نہیں ہے راستہ
راستہ فردوس کا کامل سے پوچھا چاہیئے

ہم نے مانا غم بہت یعقوب کو یوسف کا تھا
یوسف گم گشتہ کا راحل سے پوچھا چاہیئے

زندگی زندہ دل کا نام ہے اے دوستو
راز ہستی کا کسی کامل سے پوچھا چاہیئے

ابتدا ہی سے برادر کا برادر ہے عدو
بیوفائی قان کی ہابل سے پوچھا چاہیئے

موسم گرما کی شدت

از قلم میر کریم الدین برقؔ منشی فاضل۔ گوجرہ۔ ضلع لائلپور۔

گرمی پہنچی ہے اب بحد کمال
ابر باراں کا پڑ رہا ہے کال

پانی پی پی کے پیٹ ہے پھولا
منہ سے چھوڑیں گلاس کیا ہے مجال

کٹی خالی کرے ہیں مٹکے ہم
پی پیا ہیں ہر گھڑی دکھائے جمال

ہیں پسینہ میں تر بہ تر اجسام
اس سے طاقت کو آرہا ہے زوال

خشک کرنا بدن کا ہے مشکل
چاہئیں اس کو صد ہزار رومال

برف و شربت فقط بہانے ہیں
بڑھتے جاتے ہیں حبس کے جنجال

بعد دوپہر ننگے رہتے ہیں
ہم بنے مسخرے ہیں یا نقال

نیند آتی نہیں ہے رات اور دن
ہو رہے فکر میں ہیں بے حال

دشت و میداں و کوہ و ریگستاں
ہو گئے گاہ ہیں بنے میرے کسال

برقؔ لکھتے ہوئے یہ نظم اپنی
جسم پر پسینہ کا چلے ہے کھال

جناب پروفیسر صاحب

سادھو سندر سنگھ کی طرف سے ایک ذیل کا خط اور ہمیں ملا ہے۔ اگرچہ اس میں حالات سفر بہت کم ہیں تو بھی جو کچھ رقم فرمایا ہے غنیمت سمجھ کر سادھو سندر سنگھ کے دوستوں کی تسلی و آگاہی کے لئے درج اخبار کرتے ہیں ہم تو یہی دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنے خادم کے وسیلے سے لاکھوں کو حق کا راستہ دکھائے آمین۔ ایڈیٹر۔

انگلینڈ ۱۲ جون ۱۹۲۲ء۔

آداب۔ افسوس کہ بوجہ عدیم الفرصتی اس سے پیشتر آپ کی خدمت میں کچھ تحریر نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ آپ سب بخیریت ہیں۔ میں ابھی انگلینڈ میں پہنچا ہوں۔ بفضل خدا چار ماہ تک سوئٹزرلینڈ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ ڈنمارک۔ سویڈن اور ناروے میں بہت بابرکت میٹنگیں ہوئیں۔ بعض اوقات تو باہر میدان میں میٹنگوں کا انتظام کرنا پڑا ایک میٹنگ میں پندرہ ہزار سے زیادہ لوگ حاضر تھے اور خدا نے بڑی برکت بخشی۔ آپ کی اور سب دوستوں کی دعاؤں کے لئے نہایت مشکور ہوں

اب میں ایک ماہ تک یہاں خدمت کر کے اور انگلینڈ کی مشہور کیسوک کنونشن میں چند وعظ کر کے جولائی ۲۸ کو لنڈن سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو جاؤنگا اور امید ہے کہ ماہ اگست کے آخر تک ہندوستان میں پہنچ جاؤنگا۔

بہت سی باتیں ہیں جو میں لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر وقت بہت کم ملتا ہے کسی وقت زبانی عرض کرونگا اب میرا دلی سلام و آداب آپ سبھوں کی خدمت میں قبول ہو۔

خداوند میں آپ کا خادم:۔

فقیر حقیر سندر سنگھ

وہ کہتے ہیں تیرا خدا کہاں ہے

ساری دنیا خدا کو مانتی ہے۔ پر سب کوئی جانتا ہے جیسے ہندوستان کے لوگ مانتے ہیں کہ ملک معظم کنگ جارج ہمارا بادشاہ ہے۔ تاہم سب اس سے جان پہچان نہیں رکھتے۔ مگر اس کے خاص لوگ۔ ایک احمق ہے جو اپنے دل میں کہتا ہے کہ خدا ہے نہیں اور دوسرا ظاہراً منکر ہے۔ ان دونوں میں سے احمق تو جانتا نہیں کہ خدا دلوں کے رازوں سے بھی آگاہ ہے اور دوسرا عدم تعاونی کا سا ہے۔ ان کی مثال اس لڑکے کی مانند ہے جو اپنی ماں سے کہے کہ تو یہ کیا بنی ہے؟

دیکھو مغرور کو کہ اس کا دل اس میں راست نہیں پر خدا فروتنوں کو فضل بخشتا ہے۔ چنانچہ وہ یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی۔ وہ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے۔ اور میری آرام گاہ کہاں ہے کہ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں اور یہ سب موجود ہوئی ہیں۔ خداوند فرماتا ہے لیکن میں اس شخص پر نگاہ کرونگا۔ اسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے"۔

"خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اسی نے ظاہر کیا"۔ ہاں اسی نے جس کا نام کلام خدا ہے۔ جیسے کوئی اپنے کلام کے ذریعہ اپنا مافی القلب ظاہر کرتا ہے۔ ویسے ہی خدا نے اپنے آپ کو کلمۃ اللہ یعنی یسوع مسیح کے وسیلہ انسان پر ظاہر کیا۔ آجکل بائبل سے دنیا کے لوگ بمقابلہ کسی دوسری مذہبی کتاب کے ایک وسیع پیمانہ پر واقفیت رکھتے دکھائی دیتے۔ کیونکہ اس کا ترجمہ اس قدر زبانوں میں ہوا جو دوسری کسی کتاب کا نہ ہوا۔ اور اس کی تعلیم و تدریس کے علاوہ مخالف اور موافق دونوں اپنی اپنی بولیوں میں پڑھتے اور بہت کچھ اس کا علم رکھتے ہیں اور اپنے اپنے مطالب اور مقاصد کے واسطے حسب الموقعہ حوالے بھی دیتے ہیں۔ پر کیا یہ لوگ اس کو جس کی آمد اور اس کے آنے کی تیاری کے واسطے زمانہ بزمانہ یہ صحیفے قلمبند ہوتے گئے جانتے اور پہچانتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر نہیں اور خود مسیحی لوگوں نے بھی یسوع مسیح کی بابت بہت کچھ سادگی سے سیکھا مگر تھوڑے ہیں جو اس کو جانتے اور پہچانتے اور اس سے واقفیت رکھتے ہیں۔ بلکہ اکثروں میں جو خدا کا خوف ہوا آدمیوں کے سکھانے سے ہوا۔ اس کا سبب کیا ہے؟ ذرا غور کرو وہ ایسے لوگوں پر جیسے وہ سامریہ کی ایک ان پڑھ اور نادان عورت تھی جب اس کا دل خدا کی عبادت کا طریقہ دریافت کرنے پر مائل ہوگیا اور اس کے لئے آنے والے کی انتظاری پائی گئی۔ تب وہ اپنے تئیں صاف ظاہر کرتا اور بتاتا ہے کہ "میں جو تجھ سے بول رہا ہوں وہی ہوں؟" اور پھر دیکھو کہ وہ درخواست کرتی ہے۔ کیا اس کی درخواست منظور نہ ہوئی تھی اور اسے آب حیات نہ ملگیا؟ ہاں اسی وقت اور اسی لمحہ میں وہ نادیدنی قدرت اور طاقت یعنی وہ روح جو زندگی کا چشمہ ہے اسے عنایت ہوا اور فوراً اپنا گھڑا چھوڑ کر واپس بستی میں چلی جاتی ہے اور بیخوف ہو کر لوگوں سے منادی کرتی ہے کہ "آؤ ایک آدمی کو دیکھو جس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے"۔

بے شک انجیل سنانے میں ہماری مغروری کا خیال رکاوٹ کا باعث ہے۔ ہم سستی کرتے ہیں اس خیال سے کہ کہیں بازار میں ہماری بیعزتی نہ کی جاوے لیکن وہ نادیدنی (دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشان

مطبوعہ ۲۱ جولائی ۱۹۲۲ء

مسیحیت اور اسلام کا رشتہ۔

پیشتر کسی اشاعت میں ہم معصر پیغام صلح سے رشتہ مذکور کی بابت دریافت کیا تھا جس کا آپ نے مبہم و مہمل جواب دیا تھا۔ پھر دوبارہ عرض کیگئی تھی۔ جس کا جواب مندرجہ ذیل دیا گیا ہے۔ جسے ناظرین کے فائدے کے لئے درج کرتے ہیں۔ مدیر پیغام صلح فرماتے ہیں کہ

"افسوس ہے کہ ہم اپنے لائق ہمعصر کی اس نکتہ سنجی کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم نے صاف لکھا تھا کہ جناب مسیح کی تعلیم اسلام کے ہرگز مخالف اور متضاد نہیں ہاں کلیسیا کی تعلیم اس کے مخالف و متضاد ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مخالفت کا الزام اسلام کو نہ دینے اور بیلوں کو گاڑی کے پیچھے جوڑنے کے کیا معنے؟ کیا ہمارے لائق ہمعصر کا یہ مطلب ہے کہ اس مسیحیت سے جس کی تعلیم جناب مسیح نے نہیں دی اور محض کلیسیا کی چار دیواری کے اندر ہی پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارا دعوٰی ہے کہ موجودہ اناجیل بھی اس کی شہادت نہیں دیتیں اس سے مخالفت کا الزام اسلام پر دیں؟ اس کا تو ہم اقرار کر چکے ہیں کہ اسلام نے اس کی بڑی زور سے مخالفت کی ہے۔ لیکن سوال کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جس کو ہمارے قابل ہمعصر نے نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ اس موجودہ مسیحیت پر جسے کلیسیائیت کہنا چاہئے جناب مسیح کی تعلیم سے مخالفت کا الزام آیا عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر عائد ہوتا ہے تو کیوں اس مخالفت کو دور کر کے اور کفارہ اور الوہیت مسیح اور اسی قسم کے دوسرے معتقدات کو نکال کر مسیح کی تعلیم کے اسے مطابق نہ کیا جائے؟ اور اگر ایسا الزام کلیسیائیت پر عائد نہیں ہوتا تو مشکور ہونگے۔ اگر ہمارا لائق ہمقلم خود انجیل کے بیانات کے مطابق اسے ثابت کر دے۔"

پیغام صلح مطبوعہ ۱۲ جولائی ۱۹۲۲ء

نورافشان۔ ہم اپنے قابل ہمعصر سے زیادہ تفصیل کی توقع چھوڑ کر جو کچھ آپ دوبارہ تسلیم کر چکے ہیں اسی پر ہی نفاعت کرتے ہیں کہ ہمارا روشن ضمیر معاصر مانتا ہے

کہ جناب مسیح کی تعلیم اسلام کے ہرگز مخالف اور متضاد نہیں یہ ایک بات نورافشان اور پیغام صلح میں فیصلہ پا چکی۔ ہم بھی اس پر صاد کرتے ہیں۔

جو نورافشان اور پیغام صلح کے درمیان مختلف فیہ امر ہے وہ کلیسیائی تعلیم کا آپ کے مفہوم کے اسلام سے مخالف و تضاد کا مسئلہ ہے۔ اس پر آپ فرماتے ہیں کہ "اس کا تو ہم اقرار کر چکے ہیں کہ اسلام نے اس کی بڑی زور سے مخالفت کی ہے"۔ یعنے جو مسیحیت انجیل سے کلیسیا نے اخذ کی ہو پیغام صلح کے مفہوم کے اسلام نے بڑی زور سے اس کی مخالفت کی ہے۔ گویا آپ کو اس بات کا اقرار ہے کہ کلیسیائی مسیحیت سے مخالفت و تضاد آپ کے مفہوم کے اسلام نے کیا ہے۔ کلیسیائی مسیحیت اس مخالفت کے الزام سے بری ٹھہری پس مخالفت و تضاد کا ملزم وہ اسلام ٹھہرا جو آپ کا مفہوم ہے

باقی یہ بات رہی کہ ہم کلیسیائی مسیحیت پر یسوع مسیح کی تعلیم کے مخالف ہونے کا الزام لگائیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ کلیسیائی مسیحیت کا ایک مخالف ہمارے روبرو خود اقراری ہے وہ آپ کے مفہوم کا اسلام ہے جو آپ کی تحریر کے موافق یسوع مسیح کی تعلیم کے عین موافق ہے۔ پہلے اس کا فیصلہ کرنا افضل ہے۔ پس آپ اپنے بیان کو پھر بغور دیکھیں۔ آپ کا دعوے یہ ہے کہ

جناب مسیح کی تعلیم اسلام کے ہرگز مخالف اور متضاد نہیں بلکہ موافق ہے۔ کلیسیائی مسیحیت آپ کے مفہوم کے اسلام و مسیحیت کے مخالف و متضاد ہے۔ لہذا کلیسیائی مسیحیت آپ کے خیال کے موافق باطل مسیحیت ہے۔

آپ کے اس دعوٰی کی تردید میں ہم آپ کے مفہوم کے اسلام کو جو کلیسیائی مسیحیت کا مخالف ہے اسلام ماننے سے انکاری ہیں۔ کیونکہ آپ کا یہ دعوے بلا دلیل ہے۔

اس کے سوا کلیسیائی مسیحیت سے انکار کرنا نہ صرف مسیحیوں کے اجماع کا انکار کرنا نہیں ہے بلکہ تواتر کا انکار ہے اور تواتر کے انکار سے دین و ایمان نکاح وغیرہ تمام امور سے انکار لازم آتا ہے جس سے نہ صرف مسیحیت کا کچھ باقی نہیں رہتا بلکہ آپ کے اسلام کا اور دنیا کے دیگر مذاہب کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ پس کلیسیائی مسیحیت کا انکار کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

اس پر لطف یہ ہے کہ کلیسیائی مسیحیت کا ہمارے ہمعصر کو اور آپ کے چند ہمخیالوں کو انکار ہے۔ بھلا آپ نے اپنی اور اپنے دین ایمان کی حقانیت کی کونسی دلیل پیش کی جسے دیکھ کر کوئی کلیسیائی مسیحیت کی صحت کا انکار کرے!

مزید براں جو اسلام کلیسیائی مسیحیت کی بڑے زور سے مخالفت کرتا ہے وہ ہرگز اسلام نہیں۔ بلکہ نقلی و مصنوعی اسلام ہے۔ جس کی حقیقت آسانی

سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مثلاً آپ کا اسلام ذیل کے معانی کا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَمِنْ تَقْيِيْمِهَا لَوْ اَنَّ ابْنَ آدَمَ سَاَلَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ فَاُعْطِيَهُ سَاَلَ ثَانِيًا وَاِنْ سَاَلَ ثَانِيًا فَاُعْطِيَهُ سَاَلَ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔ وَاِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ غَيْرُ الْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ وَمَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ۔ تفسیر اتقان حصہ دوم صفحہ ۲

یہ قرآن کی اُن سورتوں میں سے ایک سورت ہے جو خارج شدہ ہیں۔ یہ سورت سورہ توبہ کے برابر نازل ہوئی تھی۔ اس سورت میں دین حنیف کی تعریف یہودیت اور نصرانیت کا غیر دین لکھی ہے۔ اور قرآن شریف کے ان مقامات سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے جو ملت حنیف اور اس کے عقاید و مراسم کی مدح میں اور یہودیت و نصرانیت کی تحقیر میں آئے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ وَبَقْلٍ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِاَنْ يُقِيْمَ فِيْهِ وَيَتَخَلَّى مِنَ الدُّنْيَا فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ وَلٰكِنْ بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ الخ یعنے روایت ہے ابی امامہ سے کہا نکلے ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیچ ایک لشکر کے پس گذرا ایک شخص غار پر کہ اس میں تھا کچھ پانی اور ترکاری اور سبزہ پس کہا اُس نے اپنے دل میں کہ ٹھہرے اس میں اور الگ ہو دنیا سے۔ پس اذن مانگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس میں پس فرمایا تحقیق میں نہیں بھیجا گیا ساتھ دین یہود کے اور نہ نصاریٰ کے و لیکن بھیجا گیا ہوں ساتھ دین حنیف کے۔ مظاہر الحق جلد ۳ نولکشور صفحہ ۳۵۔ پس یہ تو آپ کے مفہوم کے اسلام کی حقیقت ہے اور اس پر بنا ہوا اسلام مندرجہ ذیل ہے

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان متفق علیہ۔ یہ آپ کا اسلام ہے جس کے ارکان بالکلیہ ملت حنیف کے ہیں۔ ان میں اسلام حق کا ایک رکن بھی نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ آپ کا اسلام مصنوعی اور غیر حقیقی ہے۔ جو حضرت محمد کے آباء کی ملت ہے۔ اگر آپ اس اسلام سے کلیسیائی مسیحیت کو رد کیا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے انصاف سے بعید ہے کہ ملت حنیف جیسی ملت سے کلیسیائی مسیحیت کو رد کریں۔ کیونکہ آپ کے معانی کا اسلام خود درجۂ اعتبار سے گرا ہوا ہے۔ وہ کلیسیائی مسیحیت کی پہچان کا معیار نہیں ہو سکتا ہے ۔

اچھوت

ہندوستان میں مسیحی مذہب کے اثر کا اور مسیحی حکومت کے اعلیٰ تدبر کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہندو قوم اچھوت لوگوں کو اپنے ساتھ لانے کے درپے ہوئی ہے۔ انہیں کوئیں پر چڑھا لیا ہے۔ چھوت چھات اور بات بہت کو رخصت کر دیا ہے۔ اگرچہ ہندو قوم کا اچھوت لوگوں سے یہ نیا سلوک محض عارضی اور دکھاوا ہے۔ انہیں پوری مجلسی مساوات نہیں دی گئی ہے تو بھی لاہور کے ہندوؤں نے اچھوتوں کے ساتھ ملکر کھان پان کیا ہے اور کوشش کی جارہی ہے کہ مہتروں کو چماروں کو بد سے تمام ہندو بنا لیا جائے اور دوسری طرف مسلم اخبارات زور دے رہے ہیں کہ اچھوت لوگوں کو مسلمان بنا لیا جائے۔ ان تمام کوششوں سے یہ نتیجہ خود بخود نکلتا ہوا نظر آ رہا ہے کہ مسیحیت کے مقابل ہندو و مسلم اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے میں ایسے مجبور ہوئے ہیں جو کبھی ہوئے نہ تھے۔ ہندو مذہب پر بلکہ اسلام پر بھی مسیحیت کا یہ اثر ایک صریح غلبہ ہے کہ جس کے دو بڑے مذاہب ۷ کروڑ ہندیوں کے بچانے اور اٹھانے میں کوشاں ہونے لگے ہیں ۔

اسرارِ حیات

نمبر چہارم

کیا جاندار خود بخود پیدا ہو سکتے ہیں؟

از قلم منشی حشمت اللہ

ارسطو سے لیکر فرانسیسی مشہور سائنسدان لوئیس پاسٹیور کے زمانہ تک یہ خیال غالب رہا کہ بعض حالتوں میں سینکڑوں قسم کے جاندار خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اس خیال کی بنیاد طرح طرح کے توہمات منطقی دلائل اور غلط مشاہدات پر مبنی رہی ہے۔ سولھویں صدی میں ایک مشہور سائنسدان نے چوہیاں پیدا کرنے کا ایک دلچسپ نسخہ تجویز کیا کہ جس کو پڑھ کر آج بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میلے کچیلے چیتھڑوں کو کچھ دانے گیہوں یا ایک ٹکڑا پنیر کے ساتھ کسی برتن میں بند رکھنے سے یہ جانور خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ملک میں بھی اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر کسی مردہ مینڈک کو خشک

کرکے رکھ چھوڑا جائے اور اس کو میگر کسی تالاب یا جوہڑ کی سطح پر چھڑک دیا جائے تو اس میں ہزاروں مینڈک پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک مثال یہ بھی دی جاتی ہے کہ اگر مٹی کے ایک کوزہ میں کچھ دہی اور گوبر ملا کر رکھ چھوڑیں یا دبا دیں تو چند دنوں کے بعد اس میں بچھو پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب نسخے غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ اور تجربہ کرنے پر یہ تینوں بیان غلط ثابت ہوتے ہیں۔ جب تک ان جانوروں کے انڈے کسی جگہ موجود نہ ہوں یہ ناممکن ہے کہ بچھو یا مینڈک پیدا ہو جائیں۔

سب سے پہلے ایک مشہور اطالین سائنسدان فرانسسکو ریڈی نے ثابت کیا کہ جو کیڑے گوشت کو کچھ دیر رکھ چھوڑنے پر نمودار ہو جاتے ہیں وہ اس میں خود بخود پیدا نہیں ہوتے۔ آپ نے گوشت کو ایک معمولی جال سے ڈھانپ کر رکھا اور مشاہدہ کیا کہ مکھیاں اس جال پر بیٹھ کر انڈے دیتی ہیں اور یہی انڈے نشوونما پاکر کیڑے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعد میں ایک اور سائنسدان نے ثابت کیا کہ وہ کیڑے جو اکثر گلے سڑے پھلوں میں پائے جاتے ہیں ان انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں جو مادہ کیڑے نے پھل کی کچی حالت میں ہی اس میں داخل کر دیئے ہوتے ہیں۔ لیکن سترھویں صدی کے خاتمہ پر خردبین کی ایجاد نے خود بخود پیدائش کے مسئلہ کو از سر نو تازہ کر دیا۔ اگر کچھ خشک پتے ایک پیالہ میں صاف پانی ڈال کر رکھ دیئے جائیں تو ایک یا دو دن کے بعد پانی میں لاتعداد خردبینی جاندار نمودار ہو جاتے ہیں اگر اس پانی کی ایک بوند کو خردبین سے دیکھا جائے تو صدہا کیڑے اس میں چلتے پھرتے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جاندار اگر خود بخود پیدا نہیں ہوتے تو پھر کہاں سے آجاتے ہیں؟ اس اہم مسئلہ کے متعلق بہت سے بحث مباحثے ہوتے رہے جن میں نیڈہم سپلانزنی اور چیٹ جیسے نامی گرامی بلکہ مشہور سائنسدانوں نے حصہ لیا لیکن آخر کار پاسٹیور صاحب پوچیٹ کے تجربات کو غلط ثابت کرکے اس غلط مسئلہ کی بیخ کنی کرنے میں پورے چار سال تک بے شمار تجربوں کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان جانداروں کے تخم جن کو انگریزی میں سپورز کہتے ہیں۔ ہوا میں گرد و غبار کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں اور مناسب حالات کی موجودگی میں پانی میں گر کر بسرعت تمام اپنی پود بڑھاتے ہیں۔ آپ نے ایک نلی میں تھوڑی سی روئی رکھ کر اور اس میں سے ہوا کو گذار کر دکھایا کہ گرد (ہَبا) کو مختلف قسم کے اجرام سمیت ہوا میں سے الگ کیا جا سکتا ہے اور پھر اسی گرد کو مناسب قسم کی خوراک رکھنے والے پانی میں ڈالنے سے خردبینی جاندار لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہو سکتے ہیں اور برعکس اس کے شیشہ کے فلاسک کو پانی سمیت ایک کافی درجہ کی حرارت پر کچھ دیر رکھنے سے ان اجرام کو ہلاک کرنے کے بعد اگر اس کی گردن کو شعلہ میں رکھ کر بند کر دیا جائے تو کئی دن گزرنے کے بعد بھی اس میں جاندار پیدا نہیں ہوتے۔ یا اگر پانی کو معہ تنکوں کے شیشے کی ایک صراحی میں خاص درجہ تک کی حرارت تک جوش دیا جائے اور اس کے بعد اس شیشی کے منہ کو بند کر دیا جائے تاکہ ہوا اندر داخل نہ ہو سکے تو اس پانی میں کوئی جاندار پیدا نہ ہوگا۔ لیکن اس تجربہ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ پانی کو اس قدر حرارت دینے سے اور ہوا کی پہنچ کے بغیر چونکہ اس طرح زندہ جانور بھی مر جاتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسی صورت میں جاندار مادے کا از سر نو آغاز ہو سکے؟ لہٰذا تجربہ اس طرح بدلا گیا کہ شیشی کا منہ پگھلا کر بند کر دینے کے بجائے اسکو روئی سے بند کیا گیا تاکہ ہوا اندر داخل ہو سکے لیکن جراثیم یا تخم رک جائیں اور اندر جانے نہ پائیں جب اس صورت میں بھی پانی میں جانور پیدا نہ ہوئے تو تحقیق ہو گیا کہ **جاندار ہمیشہ جاندار مادے یعنی اپنے تخم یا انڈوں ہی سے پیدا ہوتے ہیں**۔

پاسٹیور صاحب نے یہ بھی دکھایا کہ اگر شیشہ کی فلاسک کے کارک میں ایک ایسی نلی لگائی جاوے کہ جس میں کئی ایک خم ہوں تو جب ہوا اس میں سے گزر کر فلاسک میں داخل ہوتی ہے تو جراثیم نالی کے خموں میں رہ جاتے ہیں۔ اس لئے پانی صاف کا صاف رہتا ہے اور نیز یہ کہ مختلف مقامات پر ہوا میں کم و بیش جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ آپ نے شیشے کی سینکڑوں ایسی چھوٹی چھوٹی فلاسکوں میں پانی یا دیگر اشیاء ڈال کر اور حرارت دیکر بند کر رکھا تھا جنکو آپ مختلف مقامات پر کھولکر ہوا کو داخل کرتے تھے اور پھر بند کر لیتے تھے۔ اکثر مقامات کی ہوا میں جراثیم موجود پائے گئے۔ لیکن ایلپس پہاڑ پر ایک گلیشئر کے نواح میں آپ نے ۲۰ شیشیوں کو کھولکر ہوا داخل کرنے کے بعد دوبارہ بند کیا۔ جن میں ۱۹ میں عرصہ گزرنے پر بھی خوردبینی جاندار نمودار نہ ہوئے۔ ان سب تجربات سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ ہوا گرد و غبار میں ہی جرمس موجود ہوتے ہیں۔ جن سے پانی میں طرح طرح کے جاندار پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ **جاندار خود بخود پیدا نہیں ہوتے**

اس قطعی فیصلہ کے متعلق فرانسیسی سائنسدان پاسٹیور صاحب کا نام ہمیشہ کے لئے یادگار رہیگا۔ اس کے تجربوں کے بعد بہت کم سائنسدانوں نے اس بات کی جرأت کی ہے کہ ایسے جانداروں کے

خود بخود پیدا ہو جانے پر یقین کریں۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی بہت سے سائنس دان اس قسم کی پیدائش کا یقین رکھتے تھے۔ تاہم گزشتہ تیس چالیس سال میں بھی کئی اصحاب اس بات کے درپے ہے کہ بے جان مادے سے جاندار پیدا کرکے دکھائیں اس جماعت کے کارکنوں میں سے ڈاکٹر چارلس بسٹین صاحب ہیں۔ جنہوں نے بے شمار تجربات سے اور کئی کتابوں کے شائع کرنے سے پاسٹیور صاحب کے نتائج کو رد کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ لیکن آج وقت صرف معدودے چند سائنس دان اُن کے ہمخیال ہیں اور باقی کل اعلیٰ درجہ کے سائنس دان ان سے متفق الرائے نہیں ہیں۔

ہری داسی

گزشتہ سے پیوستہ

جس گھر کو فروخت نہ کرنے کے لئے ہری داسی ایسی حالت میں مبتلا ہوئی تھی۔ وہ گھر اب بک گیا تھا یہ سنکر اس کے بدن سے پسینہ نکلنے لگا۔ وہ نہیں جانتی تھی اب کیا کرنا چاہئے۔ اُس نے اپنے ایک پڑوسی کو بلوا کے اُس کے وسیلے یہ کہلا بھیجا کہ میں نے گھر نہیں بیچا ہے۔ انہوں نے قبالہ دکھلایا جس پر ہریداسی کا دستخط بنا ہوا تھا۔ یہ سنکر ہریداسی تاڑ گئی کہ سرتیہ نے میرا دستخط جعل کرکے بنایا ہے۔ ہری داسی کی بیماری کا حال سنکر خریدار کے آدمی یہ کہکر چلے گئے کہ تین دن کے اندر گھر خالی کر دیا جاوے۔

دوسرے دن ہریداسی نے ایک وکیل کے پاس آدمی بھیجکر جانا کہ اگر خریدار کے ساتھ مقدمہ چلایا جاوے اور جعلی دستخط کا ثبوت دیا جاوے تو قبالہ ٹوٹ جاویگا۔ مگر جعل ثبوت ہونے سے سرتیہ کو قید ہونا پڑیگا۔

یہ سُن کے ہریداسی اپنے دل میں سوچنے لگی کہ کس کو بچاؤں گھر کو یا خاوند کو۔ خاوند نے تو ہریداسی کو چھوڑ ہی دیا تھا۔ گھر بیچ ڈالا تھا اور تینوں لڑکوں کے لئے کہیں بیٹھنے کو جگہ نہ تھی۔ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن جعل ثبوت ہونے سے سرتیہ قید ہوگا۔ یہ بات سوچ کے ہریداسی کا دل دہل گیا۔ خریدار نے جتنے روپیہ میں اُس کو خریدا تھا اُتنا روپیہ ہریداسی نے خریدار کو واپس کرنا چاہا۔ لیکن وہ راضی نہیں ہوا۔ اور سرتیہ کے قید ہو جانے کے ڈر سے ہریداسی نے خریدار سے مقدمہ لڑنا نہ چاہا۔ گھر ہی چھوڑ دینے کے لئے تیاری کرنے لگی۔

اپنے باپ کے مرنے کے بعد جب ہریداسی کلکتہ میں لوٹ آئی تھی تو اُس نے اپنے ماں باپ کے واسطے اُس جگہ پر جہاں وہ مرے تھے ایک ایک مندر بنوایا تھا۔ ہری داسی صبح اور شام ان مندروں میں جایا کرتی اور ہاتھ جوڑ کے اپنے ماں باپ کو پکارتی تھی۔ بہت باتیں سوچا کرتی تھی اور اپنے دل ہی دل میں اُن سے گویا باتیں کرتی تھی اور اُن سے منت کرتی تھی کہ وہ اُس کے تینوں لڑکوں کو برکت دیویں۔ اُس کے والدین جو جو چیز کھانا پسند کرتے تھے وہی چیزیں لیجا کے اُن کے واسطے اُن مندروں میں رکھتی تھی۔ اس گھر کو چھوڑنے سے پیشتر ہریداسی اپنے تینوں لڑکوں کو لے کے پہلے ماں کے پھر باپ کے مندر میں گئی۔ ان مندروں کے اندر اس کے ماں باپ کی دو بڑی بڑی تصویریں دیوار پر لٹکائی ہوئی تھیں اُن تصویروں کو دیکھ کے اس کے دل میں پُرانی باتیں یاد آئیں۔ ماں باپ کا دُلار اور پیار اُس کو یاد آیا۔ وہ زمین پر لوٹ کے رونے لگی اور کہنے لگی اے میرے ماں باپ تمہاری ہریداسی کی کیا حالت ہوئی۔ اس کو دیکھو۔ پھر مندر کی مٹی لے کے تینوں لڑکوں کے بدن پر لگا دی اور اُن دونوں تصویروں کو اُتار کر اپنے سر پر رکھ کر روتی ہوئی گھر سے نکل گئی۔

آٹھواں باب

ہریداسی ایک چھوٹا سا گھر کرایہ پر لے کے رہنے لگی دُکھ کے سبب اُس کی بیماری اور بھی بڑھ گئی۔ اب وہ سمجھنے لگی کہ مرنے میں بہت دن باقی نہیں ہیں وہ خود تو جیتی رہنا نہیں چاہتی تھی لیکن یہ خیال کرکے کہ میرے مرنے کے بعد تینوں لڑکوں کا کیا حال ہوگا بہت گھبراتی تھی۔ وہ تینوں لڑکوں کو ہریداسی اپنے پاس ہی رکھتی تھی۔ باہر ہرگز جانے نہ دیتی تھی۔ ایک روز چھوٹے لڑکے کو اپنی چھاتی پر رکھ کر اور دونوں بڑوں کو آس پاس بٹھا کر بڑے لڑکے سے کہنے لگی کہ اے باماں چرن تمہارے نانا نے مجھ کو بلایا ہے سو میں تھوڑے دنوں میں اُنسے ملنے جاؤں گی۔ باماں چرن نے کہا کہ تباؤ تو ہمیں نانا کہاں ہیں؟ ہریداسی نے اپنی اُنگلی کو اوپر کی طرف اُٹھا کر کہا کہ سورگ میں۔ باماں چرن نے کہا کہ ہم بھی تیرے ساتھ نانا کے پاس جائینگے۔ ہریداسی نے کہا کہ نہیں بیٹا ایسی بات مت کہو۔ باماں چرن نے کہا کہ تم آپ جاؤ گی اور ہم کو نہ لیجاؤ گی۔ ہم کس کے پاس رہینگے؟ یہ بات سُن کے ہریداسی چپ ہو گئی اور اُسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہنے لگی۔ باماں چرن نے اُسکی آنکھوں سے آنسو پونچھتے پونچھتے کہا کہ اے ماں مت رو۔ تجھ کو چھوڑ کے ہم نہ رہ سکینگے۔ ہم کو چھوڑ کے تو کہیں نہ جا۔ یہ بات سن کے ہریداسی چلا کر رونے لگی۔ لڑکے بھی اُس کے ساتھ رونے لگے۔ روتے روتے ہریداسی کو بڑی کھانسی ہوئی۔ کھانستے کھانستے اُس نے بہت سا لہو منہ سے تھوکا۔ اس کے بعد بے ہوش ہو گئی۔ باماں چرن نے پکارا اے ماں



کچھ بولو۔ عین اُسی وقت ڈاکٹر آگیا۔ باباں چرن نے کہا ماں اب نہیں بولتی ہے۔ ڈاکٹر نے مجھو نے پہلو دیکھا اور ہر پیاسی کی نبض دیکھ کر سمجھا کہ بیمار کی حالت اچھی نہیں ہے۔ فوراً سونگھنے کی شیشی ہر پیاسی کو سنگھائی اور دوا بھی پلائی۔ کچھ دیر بعد اس کو ہوش آئی ہر پیاسی نے ڈاکٹر سے تو کچھ نہ کہا۔ لیکن ڈاکٹر اُس کی حالت دیکھ کر سمجھ گیا۔ وہ تو دل لگا کے ہر پیاسی کی دوا کرتا تھا۔ لیکن موت کی کوئی دوا نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے پہلے ہی سے سمجھ لیا تھا کہ اس کی بیماری لاعلاج ہے۔ وہ دن میں دو دفعہ دیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ لیکن اُس نے ہرشید کو کبھی گھر میں نہیں دیکھا۔ ہرشید کا حال اُس نے سن لیا تھا اور ہر پیاسی کے بعد لڑکوں کی کیا حالت ہوگی۔ اس پر بھی اُس نے سوچا تھا۔ مگر کچھ کر نہیں سکا تھا۔ اُس روز ہر پیاسی کی خواہش تھی کہ ڈاکٹر سے کچھ بات چیت کرے۔ مگر ڈاکٹر نے اُس کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ اُس نے سمجھا تھا کہ ایسی حالت میں بولنے سے اُس کی بیماری بڑھیگی۔ اس لئے اُس نے اُس سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔ کسی اور روز میں تمہاری باتیں سنونگا اور جو کچھ کرنا ہوگا کرونگا۔

دہلی کی سیر

حضرت واعظ کو بھی اس سڑی گرمی میں سیر کی سوجھی سوجھی دہلی کی سیر کہوں تو کیا کہوں۔ اب کسی نہ کسی سبب سے دہلی میں آجگیا۔ دو چار دن رہ کر آخر کچھ نہ کچھ تو دیکھا۔ اچھا سیر نہ سہی۔

دہلی میں میں نے کیا دیکھا

دہلی کے بانکے بہاری تو سنا ہی کرتے تھے۔ مگر میری خاطر تواضع کی مسیحی مہمان نوازی کا اچھا ثبوت دیا۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ مہمان نوازی دلی محبت سے تھی یا مسیحی مہمان نوازی تھی۔ خیر کچھ ہو۔ کئی ایک جگہ ضیافتیں ہوئیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ دہلی میں پنجاب کی ہوا کام کر رہی ہے۔

دولت۔ دہلی میں پھر کے حالات دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی دولت دہلی میں اُمڈ آئی ہے۔ وہ جو کہتے ہیں کہ ہندوستان غریب ہوگیا۔ کنگال ہوگیا ذرا دہلی تک قدم رنجہ فرمادیں بمعولی بنئے اور سوداگر دو دو گھوڑے کی بگھی کے بغیر قدم نہیں اُٹھاتے۔ دولت ان تاجروں کی لونڈی ہے۔ دنیا میں کبھی سب کے سب دولتمند تو نہیں ہوئے۔ مگر اس قدر دولت دہلی میں شاہجہان کے وقت میں بھی نہ ہوگی۔ ہاں شاہی خزانہ میں ہووے تو ہووے۔ مگر رعایا میں چند انگلیوں پر گنے ہوئے دولتمند ہونگے۔ مگر آجکل تو جس کو دیکھو بانکے بہاری ہے۔ البتہ اگر تنگی اور مصیبت میں ہیں تو صرف نوکری پیشہ بی۔ اے اور ایم۔ اے۔ ورنہ جتنکا بیوپاری۔ ایجنٹ کروڑپتی نہیں تو لکھ پتی تو ضرور ہیں۔ ہزار پتیوں کا تو شمار ہی کوئی نہ ہوا۔

سبزہ زار۔ دہلی کے سبزہ زار پر تو میں فدا ہوگیا۔ میں تو قدرتی نظاروں کا عاشق ہوں۔ زیادہ تو میں پھر نہیں سکا۔ موری دروازہ اور کشمیری دروازہ کے اندر باہر دور تک دیکھا ہے۔ باہر ایسا سبزہ زار بنا ہوا ہے کہ جس طرف آنکھ اُٹھاؤ وہیں ٹھہر جاتی ہے۔ کہ جا اینجاست۔ سبز مخمل کے فرش ایسے خوبصورت بچھے ہیں کہ دل ہاتھ سے لئے جاتے ہیں۔ یہی دل کرتا ہے کہ اس فرش پر پہروں لیٹا کریں۔ قریباً ہر سبزہ زار میں ٹنس گراؤنڈ ہے۔ شام کو دیکھو تو کہیں گورے کھیل رہے ہیں۔ سوڈا واٹر اور کولڈ ڈرنک کے دور چل رہے ہیں۔ کہیں کالے بھی ہنس کی چال چل رہے ہیں۔ بڑھ بڑھ کے ریکٹ کے ہاتھ دکھاتے ہیں۔ مگر بے چارے آخر کالے۔ پینے کو سوڈا واٹر یا مشکیزہ خالی۔ کہیں کالے گورے مگر یونین کا ثبوت دے رہے ہیں۔ بیسیوں ٹنس کلب ہیں۔ سٹوڈنٹس کلب۔ ہندو۔ مسلمان عیسائی سب اسی کھیل میں مبتلا دیکھے۔

جان نکلسن۔ یہ فاتح دہلی ہیں۔ جنہوں نے غدر کے ایام میں دہلی فتح کی اور شہید ہوئے۔ انکی فتح کے نشان اب تک کشمیری دروازے پر قائم ہیں۔ گولہ باری سے جو رستہ اُنہوں نے دیوار چھید کر نکالا اور انگریزی فوج اندر گھسی وہ چھید اب تک موجود ہے۔ اُس کو بند نہیں کیا گیا۔ ہر شخص جو ایک دفعہ اوپر سے گذرے ایام غدر کو یاد کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دروازے کے باہر ایک نہایت خوبصورت پارک ہے۔ شاندار درخت ہیں۔ گھاس کے فرش بچھے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی روشیں ہیں۔ فوارے جاری ہیں۔ عین درمیان ایک اونچے سنگ مرمر کے چبوترے پر جان نکلسن مرحوم کا مجسمہ یعنے سٹیچیو ہے۔ پورے قد کا۔ دیکھکر ہیبت آتی ہے۔ بڑے رعب اور شان کا مجسمہ ہے۔ ایک تو پورے قد کا دوسرا ایک ہاتھ میں میان اور دہنے ہاتھ میں تلوار کھچی ہے۔ دہلی کے کشمیری دروازے پر فاتحانہ نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کو دیکھ کر انگریزی سلطنت کا رعب تو ایک دفعہ دل میں بیٹھ جاتا ہے۔

جنت آشیانی فردوس مکانی شہنشاہ ایڈورڈ مرحوم کا مجسمہ

جامع مسجد اور قلعہ کے درمیان جو میدان ہے۔ وہ بھی خوبصورت سبزہ زار ہے۔ اس میں ایک بڑے اونچے سنگ مرمر کے چبوترے پر شہنشاہ ایڈورڈ آنجہانی کا مجسمہ پورے قد کا پورے قد کے ایک جنگی گھوڑے پر استادہ ہے۔ مجسمہ کیا ہے شاہی رعب اور قیصری شان کی بے جان تصویر ہے

اسی کاریگری سے یہ بت بنایا گیا ہے کہ صرف جان ڈالنے کی کسر باقی ہے اور یہی انسانی طاقت سے باہر ہے۔ یہ خدا کا کام ہے۔ یہ دونوں مجسمے دیکھنے کے قابل ہیں۔ دہلی کی خوبصورتی۔ دہلی کی شان۔ دہلی کی دولت یہ سب انگریزی سلطنت کی بدولت ہے کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ انگریزی سلطنت جاتی رہے ابھی گذشتہ ہفتہ میں نے اخبار ہندوستانی لکھنؤ میں پڑھا یہ سچ ہے کہ اب انگریزوں کے ساتھ دوستی اور اعتبار جب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ مہاتما گاندھی اور کانگرس کے کہنے پر عمل کریں۔ وہ ہندوستانیوں کو در مساوات دیکر صفائی سے اُن سے ملتے جلتے رہیں"

اگر اس پر انگریز بہادر غور کریں، و عمل پیرا ہوں تو آج ہی تمام خرابیاں۔ بغاوتیں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ انصاف اور انجیل کے موافق ہے۔ اسی بات پر مسیحی سلطنت کا قیام ہے۔ یہ کوئی بغاوت کا خیال نہیں۔ یہ تو سلطنت کے قیام کی بنیاد ہے۔ خیر یہ جملہ معترضہ تھا (گلاں چوں گلاں نکل ازنہاں منے)

جمنا کی سیر۔ ایک دن صبح کو جمنا کی سیر کی سوجھی سڑک سوار چل دیئے۔ بیسیوں نہیں بیچاسوں برہمن بیٹھے کیسر اور صندل رگڑ رہے ہیں۔ اچھا کمائی کا سامان تیار رکھا ہے۔ جمنا کے پوجاری آتے ہیں۔ کچھ دکشنا دیکر ماتھے پر تلک لگوا لیتے ہیں۔ پھر بیٹھ کر جمنا کی پرستش کرتے ہیں۔ دریا کے کنارے کنارے دور تک یہی سلسلہ چلا گیا ہے۔ جھونپڑیاں بنی ہیں اور برہمن بیٹھے ہیں۔ ایک جھونپڑی لکڑی کی بنی ہوئی عین پانی کے درمیان کھڑی ہے۔ عین جمنا کے بیچ اس میں بیٹھے پوجا کر رہے ہیں۔ پانی ابھی جمنا میں بہت تھوڑا ہے۔ یقین ہے طغیانی پر سب کچھ بہ جاتا ہوگا۔ پھر اونچے کناروں پر آسن جاتے ہونگے۔ ایک چھوٹا سا سنہری لکڑی کا لکڑی کے تخت پوش پر رکھا ہوا ریت کے درمیان دھرا ہے۔ تخت پوش کے اندر ایک سادھو بیٹھا ہے۔ مندر میں شو لنگ ہے۔ پاربتی ہے۔ ہنومان ہے۔ گنیش ہے۔ مہادیو ہے۔ کاہن گھنیا ہے۔ گوپن ہے۔ یہ سب پتھری مورتیاں اُس میں رکھی ہیں۔ آہ کیا بت پرستی کا زور ہے۔

یہاں چار مشن بڑے زوروں پر ہیں۔ رومن کتھلک۔ ایس پی جی بپٹسٹ۔ میتھوڈسٹ۔ مگر آہ دریا کے کنارے کسی کا گذر نہیں مشن احاطوں میں۔ دفتروں میں۔ سکول کی چار دیواری میں مشنری اور منادی بیٹھے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کا ایک جھونپڑا بھی جمنا کے کنارے نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ جمنا کی پوجا کا کھنڈن کرنے کو۔ بیکنٹھ تلک لگانے کو۔ ریدو واعظ پر کفر کا فتوی تلک کا نام لے دیا۔ سنٹ زیویر کا کیا کام تھا یہی کہ وہ سادھوں فقیروں میں مل جاتا۔ اُن کو تنبیہ دیدیتا۔ اب اگر کوئی ایس پی جی کا مشنری پادری کلیمیا کا پریسٹ ایک طرف دریا کے کنارے جھونپڑی ڈال کر بیٹھ جاوے بائیبل کا مطالعہ کرتا رہے۔ صندل اور کیسر گھس کر پاس رکھ لے۔ ہر ایک کو جو اُس کے پاس آوے اُسے دو چار کلمے انجیل کے سُنا کر اُس کے ماتھے پر صلیب کا تلک لگا دے تو کیا ہرج ہے۔ گھروں میں۔ گرجوں میں سجتے ہیں۔ قبرستان میں صلیبیں رکھتے ہو۔ کیا ماتھے پر صلیب کا تلک + نہیں لگا سکتے۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ یہ بات ان لوگوں سے نہ ہوگی۔ مگر مسیحی سادھوؤں کے واسطے کیا مشکل ہے۔ جمنا کے کنارے آبحیات کی ندی بہا دیوے۔ (باقی دارد)

ممبرانِ بنگال کونسل کی خودپرستی

یہ خبر درج اخبار ہو چکی ہے کہ ممبران بنگال لیجسلیٹو کونسل کی طرف سے ایوان کونسل میں یہ تجویز پیش ہوئی ہے کہ اراکین کونسل کے لئے تین ہزار روپیہ سالانہ عزاہ اور شامل اجلاس ہونے کے لئے درجہ اول کا کرایہ منظور کیا جاوے۔ مقام طمانیت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس تجویز کی زبردست مخالفت کی گئی لیکن چونکہ ابھی اس تجویز کی منظوری یا عدم منظوری کا کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔ اندیشہ ہے کہ اگر سب ممبروں نے اتفاق رائے سے اس کے پاس کرانے پر زور دیا تو اس سے خزانہ پر ایک ناقابل برداشت اثر پڑیگا یہ تجویز منظور ہو یا نامنظور اس سے ممبران کونسل کی خودپرستی کا پول اچھی طرح کھل گیا ہے۔ کیا یہی وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ملک اور قوم کی خدمت کا واسطہ دے کر رائے دہندگان سے ووٹ حاصل کئے تھے اور اب قوم افلاس سے تباہ ہو یا برباد اُنہیں اپنے تین ہزار روپیہ سالانہ کی پڑگئی ہے ممبران کونسل کی اس خودپرستی سے وہ لوگ بھی ضرور پشیمان ہونگے جنہوں نے خدمت ملک وملت کے خیال سے اُنہیں ووٹ دیئے تھے۔ (زمیندار عام)

کیا پنڈت مالوی جی گرفتار کر لئے جائینگے؟

ایک طرف تو پنڈت مالوی کا بیٹا اور بھتیجا اپنی سزا پوری کرنے کے بعد جیل سے رہا ہو گئے ہیں۔ دوسری طرف آواز اُٹھ رہی ہے کہ بیٹے اور بھتیجے کی رہائی کے بعد پنڈت مالوی جی کی گرفتاری کی باری آنیوالی ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ نے ضلع گورکھپور میں ایک نہیں پانچ مرتبہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی ہے اور سول نافرمانی کے میدان میں قدم رکھا ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ پنڈت مالوی جی کو گرفتار کر کے بارود کو آگ دکھانے کی غلطی نہ کریگی۔ مہاتما گاندھی کی گرفتاری سے اگر ملک میں زیادہ بے چینی نہیں پھیلی تو پنڈت مالوی جی کی گرفتاری سے اطراف ہند شعلہ فشاں

ہو جائینگے اور ہم کہے دیتے ہیں کہ اس سے ماڈریٹ طبقہ میں بھی تہلکا مچ جائیگا۔ امید ہے کہ گورنمنٹ ماری جی پر ہاتھ نہ ڈالیگی۔ (رر)

مسئلہ کینیا کے تصفیہ کے خلاف پروٹسٹ

مسٹر جمنا داس دوارکا داس ممبر لیجسلیٹو اسمبلی نے مندرجہ ذیل تار وزیر ہند کے نام ارسال کیا ہے۔

ہندوستان کی قانونی کونسل کی نیشنل پارٹی کی طرف سے میں نہایت ادب لیکن زور سے اس بیان کے خلاف پروٹسٹ کرتا ہوں کہ جو مسئلہ کینیا کے تصفیہ کے متعلق وزیر نوآبادیات نے کیا ہے سوال کے دیگر پہلوؤں کے متعلق تصفیہ کی خاص شرائط بتلانے سے گریز کرتے ہوئے وزیر نوآبادیات نے سطح مرتفع میں ہندوستانیوں کو اراضی حاصل کرنے کی بندش کی پالیسی کو پسند کیا ہے۔ یہ پالیسی اگر وزارت نے منظور کر لی تو وہ گورنمنٹ ہند کے وعدوں کے خلاف ہوگی کہ جس کا اظہار لیجسلیٹو اسمبلی کے ایک متفقہ رزولیوشن کے ذریعہ حال ہی کیا گیا ہے اور جسے مسٹر چرچل کی مشرقی افریقہ کی دعوت کی فروری کی تقریر کے بعد گورنمنٹ نے منظور کیا ہے۔ (رر)

موٹر کے ذریعہ ایک دلیرانہ ڈاکہ

کلکتہ بلیہ گھاٹ میں قریباً دس بجے صبح موٹر کے ذریعہ ڈاکہ ڈالا گیا۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک شمالی ہند کے دربان کو جو ایشیاٹک پٹرولیم کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ کے ناری کیلڈ انگا کے ڈپو میں ملازم تھا ۵۵۰۴ روپیہ نقد اور ۱۵۹۶ روپے کے چیک اس غرض سے دیئے گئے کہ وہ انہیں کمپنی کے صدر دفتر واقعہ کلایو سٹریٹ میں جمع کرا دے۔ وہ ڈپو سے ابھی دور نہیں تھا کہ ایک فیشن ایبل کپڑوں میں ملبوس بنگالی ایک موٹر سے اترا اور اس نے اس ملازم کو لاٹھی مار کر بے ہوش کر دیا۔ دو آدمی اسی وقت موٹر سے اترے اور انہوں روپیہ اور چیکوں کی تھیلی اٹھالی یہ تینوں آدمی پھر پوری رفتار سے موٹر بھگا کر دوڑ گئے۔ پولیس کی تحقیقات جاری ہے کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ (رر)

ایک حیرت انگیز ایجاد

بڈاپسٹ یونیورسٹی (ہنگری) کے پروفیسر کولین ڈی ٹبلقستر نے ایک ایسا عرق تیار کیا ہے جس کے جسم میں داخل کر دینے سے لاش اپنی حالت پر رہ جاتی ہے اور بقول پروفیسر مذکور کے سینکڑوں ہزاروں برس تک اسی طرح محفوظ رہ سکتی ہے۔ کچھ روز ہوئے ایک شخص کے جسم میں اس کی وفات کے دس روز بعد یہ عرق بذریعہ پچکاری کے داخل کیا گیا اور نعش مثل پتھر کے سخت ہو گئی۔ یہی عرق ۱۹۰۹ء میں ایک نوجوان لڑکی کے جسم میں داخل کیا گیا تھا۔ اس وقت سے اب تک اس کی لاش اپنی بالکل اصلی وطبعی صورت میں محفوظ ہے۔ بالوں تک میں سر مو فرق نہیں آیا ہے پروفیسر صاحب کی خواہش ہے کہ یہ طریقہ زیادہ عام نہ ہونے پائے۔ بلکہ ہر ملک کے صرف مشاہیر کے واسطے مخصوص رہے تاکہ آئندہ نسلیں ہمیشہ ان کی صورت کی زیارت کرتی رہیں۔ پیرس کے ڈاکٹر ایرتھانے اس طریقہ میں کچھ اور اصلاح و اضافہ کیا ہے۔ ان کا دعوے ہے کہ اس طور پر نعش کی تازگی دس ہزار سال کی مدت تک قائم رہ سکیگی۔ (رر)

ہندوستان کے سیاسی قیدیوں کی تعداد

مندرجہ ذیل سرکاری اعلان جاری ہوا ہے:-

تازہ پولٹیکل تحاریک کے سلسلہ میں محبوس قیدیوں کی تعداد کے متعلق مختلف گمراہ کن بیانات کیطرف گورنمنٹ کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ اس نے مقامی حکومتوں سے اعداد حاصل کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت زیر دفعات ۱۲۱ الف ۱۲۴ الف ۱۵۳ الف ۱۸۹ الف تعزیرات ہند ۱۰۷ ضابطہ فوجداری۔ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری قانون امتناع مجالس مفسدانہ اور قانون سرحدی تمام صوبجات میں کل ۷۵۰ ۳۸ اشخاص قید ہیں۔ فسادات مالابار میں سزایاب ہوئے ان میں شامل نہیں۔ بہر حال اغلب ہے کہ فی الحقیقت یہ تعداد کسی قدر کم ہو۔ کیونکہ بعض حالتوں میں یہ اعداد حاصل ہونے کے بعد رہائیاں ہوئی ہیں + (رر)

سر اوڈوائر کی طرف سے سر شنکرن نائر کو نوٹس

سر شنکرن نائر نے ایک کتاب موسومہ بہ گاندھی ازم اینڈ ازم کی لکھی تھی۔ اس میں سر شنکرن نائر نے مہاتما گاندھی کو جی بھر کر کوسنے کے علاوہ تحریک عدم تعاون پر کئی ناپاک حملے کئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے پنجاب کی حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اوڈوائر شاہی کے متعلق بھی کچھ لکھا تھا۔ اب معلوم ہے کہ سر مائیکل اوڈوائر نے سر شنکرن نائر کو ازالہ حیثیت عرفی کا نوٹس دیا ہے۔ ابھی سر مائیکل کی طرف سے دعویٰ دائر نہیں کیا گیا۔ لیکن سر شنکرن نائر مقدمہ لڑنے کو تیار ہیں۔ مقدمہ جلا از کئی مقتدر اصحاب جیلوں میں اور باہر ہیں بطور گواہ طلب کئے جائینگے۔ (رر)

میونسپلٹی لاہور میں لارڈ لارنس کے بت کا سوال

کئی ماہ کی خاموشی کے بعد لارڈ لارنس کے بت کا

سوال پھر پبلک کے سامنے آیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کی آخری چٹھی جواب کے لئے میونسپل کمیٹی لاہور کی ایک سب کمیٹی کے سپرد کی گئی تھی۔ وہ جواب میونسپل لاہور کے پچھلے جنرل اجلاس میں پیش ہوا۔ گورنمنٹ اور میونسپل کمیٹی کے درمیان تنازعہ ہے کہ بت کس کی ملکیت ہے۔ گورنمنٹ اسے اپنی ملکیت جتاتی ہے اور میونسپل کمیٹی کہتی ہے کہ یہ اس کا ہے۔ سب کمیٹی کے جواب میں بھی اسی بات پر زور دیا گیا کہ یہ بت کمیٹی کی ملکیت ہے۔ اور گورنمنٹ کا کوئی حق نہ تھا کہ وہاں اپنے سپاہی کھڑے کرکے کمیٹی کے اس جائز حقوق کی سرانجام دہی سے روکتی۔

رائے بہادر امرناتھ نے جواب کی مخالفت کی اُن کے خیال میں یہ بت کمیٹی کا نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کا ہے سوائے مسٹر سراج الدین کے جو کمیٹی کے تازہ ممبر بنے ہیں کسی نے رائے بہادر کی تائید نہ کی۔ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے (ر)

آئرش گرجوں پر بولشویک جھنڈے

لندن سے ایک تار مظہر ہے کہ چیسفورڈ کنسٹری کورٹ میں مقام شیک لنڈ کے لوگوں کی طرف سے یہ درخواست دی گئی کہ ان کے گرجا کا پادری بولشویک سُرخ جھنڈے لگاتا ہے۔ جس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب اس پادری سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ خود بولشویک نہیں ہے۔ لیکن وہ لوگوں اور قوموں میں مساوات قائم کرنے کا ضرور حامی ہے۔"

جرمنی میں آلات حرب کی برآمد

لگڈی برگ میں ہتھیاروں کے متعلق کئی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ گرفتار شدہ لوگوں میں کونسلر اور تین سابق فوجی افسر ہیں۔ ایک ریاست کے ڈپو سے ۶۰۰ بندوقیں ۱۶۰۰ کلدار توپیں پستولوں کے چند صندوق ۲۰۰ ہزار کارتوس اور بہت سے گولے برآمد ہوئے۔

خبریں

مکتی فوج کے مشہور و معروف لیڈر جنرل بوتھ آئندہ ایام میں ہندوستان آرہے ہیں۔ ۲۵ نومبر کو آپ لاہور پہنچیں گے۔ خوش آمدید۔

آپ کے ہمراہ کمشنر میپ بطور سیکرٹری ہونگے آپ ہندوستان کے مختلف مقامات پر اجلاس میں شریک ہونگے۔

گورنمنٹ پنجاب نے سونے کی چڑیا نامی پمفلٹ مصنفہ سیکرٹری خلافت کمیٹی کیرت پور ضلع بجنور قابل ضبطی قرار دے دیا ہے۔

کانگریس کمیٹی بڑا بازار کلکتہ نے بدیشی کپڑے کی دوکانوں پر پہرہ دینے کا فیصلہ کردیا۔ تجویز ہذا کی مخالفت صرف ۵ ممبروں نے کی۔ تین ممبروں کی ایک سب کمیٹی ابتدائی انتظامات کے لئے بنائی گئی تاکہ بعد تکمیل انتظام پہرہ شروع ہو۔ وقت پر خلافت اور کانگریس کمیٹی سے بھی صلاح لیجائیگی۔

شملہ کی خبر حضور ویسرائے ۵ ستمبر کو لیجسلیٹو اسمبلی کا افتتاح کرینگے۔ گورنر آسام ۴ اگست کو ویسرائے سے ملاقات کرینگے۔

میجر بیک جو ہوائی جہاز سے تمام دنیا کا سفر کیا چاہتے اور کر رہے ہیں ہفتہ عشرہ میں کراچی پہنچنے والے ہیں۔ الوالعزمی۔

استقبال کے انتظامات کئے جارہے ہیں۔ آپ کراچی سے نصیر آباد۔ دہلی۔ الہ آباد۔ گیا۔ کلکتہ اور رنگون جائینگے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۰ء تک انگریز ہندوستان سے ۳۸۷۱۹۹۵۱۰۰۲۵ روپیہ ولایت لے گئے۔ یہ محنت کا پھل ہے۔

صوبہ بنگال میں تحریک عدم تعاون کے آغاز سے لیکر اس وقت تک ۱۵۰ قومی مدارس کُھل چکے ہیں۔ تعداد طلبا ۱۳۶۵۵ ہے۔ ان میں ڈھاکہ کے ۳۱۴ فریدپور ۷۸۱ میمن سنگھ ۱۰۴ باریسال ۱۹۲۱ اور کلکتہ ۱۲۰۱ طلبا ہیں۔ بہت ہیں۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ماہ مارچ میں بارش نہ ہونے پر گوجرانوالہ میں قحط پڑگیا ہے بدرنی ناتھ کے جاتری مطلع رہیں۔ بہتر ہوگا کہ وہ امسال بدری ناتھ کی جاترا ملتوی کردیں۔ جو لوگ ایسا نہ کرینگے وہ تکلیف اٹھائینگے۔

ہیرلڈ جوزف ولسن ویکر سابق لکھنؤ کا مقدمہ الہ آباد کریمنل سشن کورٹ میں منتقل کیا گیا ہے۔ اس کے برخلاف الزام یہ ہے کہ اس نے دھوکہ سے الہ آباد بینک لکھنؤ کے حصوں کا بیس ہزار روپیہ اور پانچ ہزار روپیہ غبن کرلیا ہے۔

ویسٹرن انڈیا نیشنل لبرل ایسوسی ایشن بمبئی نے نٹال میں ہندوستانیوں کے خلاف قانون کے پاس کئے جانے کے خلاف بڑے زور کیساتھ پروٹسٹ کیا ہے۔

مہاتما گاندھی نے یروڈہ جیل سے ایک پارسل اپنی دھرم پتنی کے نام ارسال کیا ہے۔ جس میں اُن کے ہاتھ کا کتا ہوا قریباً دس پونڈ (پانچ سیر) ریزنی سوت ہے۔

ہندوستانی افریقہ کی لائن کا جہاز سورت، جبکہ بندرگاہ کولمبو میں داخل ہو رہا تھا پلٹ سٹیشن سے ٹکر کھا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سا نقصان ہوا۔ اس جہاز کی مرمت میں دو ماہ خرچ ہوجائیں گے +

(صفحہ ۲ سے آگے) قدرت جب ہم میں کام کرتی ہے گو ہم اُس نادیدہ کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تاہم اس کے کام ہمارے وسیلے سے ظاہر ہوجاتے ہیں۔ تب مغروری جاتی رہتی ہے اور لوگوں کی نسبت محبت پیدا ہوجاتی کہ اُن کی روحیں بچائی جاویں۔

علماء اور دانا و عقلمند لوگوں سے یہ باتیں پوشیدہ رہتی ہیں کیونکہ وہ خدا کے آگے بچوں کی سی طبیعت اختیار کرکے اُن کے خواہاں نہیں۔ "کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور باپ (خدا) کو نہیں جانتا سوا بیٹے (یسوع مسیح) کے اور اُس (ایماندار) کے جس پر بیٹا اُسے (خدا باپ کو) ظاہر کرنا چاہے"۔ دیگر لوگوں کے اسباب جو خدا کی پہچان تک نہ پہنچنے دیتے۔ کچھ ایسے ویسے ہیں۔ مثلاً اکثر لوگ خدا کی عنایت کی ہوئی چیزوں کو اپنی سمجھ کر ان سے ایسا دل لگاتے ہیں کہ سب نعمتوں کے داتا کو بھول جاتے ہیں۔ ویسے ہی قدرتی اشیاء پر غور کرنے والے سائنس میں محو ہوکر القادر کو فراموش کر دیتے ہیں اور اسباب کے مطالعہ کرنے والے مسبب کو بھلا چھوڑتے ہیں نیز خدا نے فرمایا کہ تمہارے گناہوں نے مجھ کو تم سے روپوش کیا ہے۔ باقی جسمانی لوگ ہیں جو اپنی عقل کے ارادوں اور جسم کی خواہشوں کے پورا کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ روحانی باتوں کی بابت کم یا بالکل نہیں سوچتے۔ یہودی قوم کے ایک فریسی فرقہ کے لوگ اپنے نیک اعمال پر فخر کرتے اور اپنی شریعت کا احاطہ کرتے جس شریعت کو انہوں نے بار بار توڑا۔ یوں انہوں نے اپنے گناہوں کی قائلیت اختیار نہ کی۔ بھلا جب وہ اپنے نیک اعمال پر فخر کرتے تو رحمت کی درخواست کیونکر کرسکتے تھے۔

حالانکہ خدا مغروروں کا سامنا کرتا اور فروتنوں کو فضل بخشتا ہے۔ اور جب یسوع نے ایک جنم کے اندھے کو آنکھیں دیں تو وہ معترض ہوئے اور اس بےچارے بینا شدہ سے یوں اپنی منطق چھانٹنے لگے کہ خدا کی تمجید کر ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گنہگار ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا۔ اب بینا ہوں۔ حالانکہ ان ہی یہودی علما کے پاس لکھت موجود تھی۔ چنانچہ یوں لکھا ہے کہ ہاں خدا ہی آویگا اور تمہیں بچائیگا۔ اس وقت اندھوں کی آنکھیں وا کی جائینگی وغیرہ"

اس بچانے والے (نجات دہندہ) خدا کی بابت اور پیشینگوئی بھی اسی صحیفہ میں لکھی تھی۔ جو اب تک ہمارے پاس بھی ہے۔ یعنی اُس روز یہ کہا جائیگا لو یہ ہمارا خدا ہے ہم اُس کی راہ تکتے تھے اور اسی نے ہمیں بچایا۔ یہ خداوند ہے ہم اس کی انتظار میں تھے (وغیرہ)"

اب ہم اس دیدنی جہان میں ان ظاہری حواس سے کسی بات کو دریافت کرکے اُس کا علم حاصل کرسکتے۔ یعنی دیکھنے۔ چھونے۔ چکھنے۔ اور سننے سے اور اُس پر غور کرنے سے اور اگر کوئی واقعہ ہمارے وجود میں آنے سے پہلے کسی زمانہ میں وقوع میں آیا ہو تو ہم اُس وقت کے گواہوں کا اعتبار کرتے ہیں جو دید اور شنید کے معتبر گواہ ہوں۔ اور اُن کے نوشتے ہم تک پہنچے ہوں۔ چنانچہ مقدس یوحنا رسول یوں لکھتا ہے کہ اُس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا اور جسے ہم نے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھوا۔ یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُس کی گواہی دیتے ہیں اور اسی ہمیشہ کی زندگی کی تمہیں خبر دیتے ہیں جو باپ کے ساتھ تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی۔ راقم جب عیسائی ہوگیا تو لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کو کیا حاصل ہوا میں نے جواب دیا کہ مجھے خدا مل گیا۔ پس یسوع مسیح نے میرے دل کو چھوا۔ اور میری روح نے قبول کرلیا کہ وہ میرا بچانے والا خدا ہے۔

میر عالم۔ چک ۴۶۳

التماس ۴/۳

لودھیانہ پریسبٹری کی کلیسیاؤں کے پاسٹر اور تمام ڈسٹرکٹ منسٹریوں اور دیگر اصحاب سے درخواست کرتا ہوں کہ از راہ شفقت پریسبٹریل ہوم مشن کے متعلق اپنا اپنا چندہ جلد ادا کردیں کہ خزانہ میں گھاٹا نہ پڑ جائے۔ نیز یاد دلاتا ہوں کہ پریسبٹریل اور سنڈ۔ اور جنرل اسمبلی کے فنڈوں کے ۲ فی شریک سالانہ چندہ ضرور عنایت کریں۔ کیونکہ ان فنڈوں میں ابھی گھاٹا نظر آرہا ہے۔ وعدہ کے ایفا میں جلدی چستی ہو۔

خادم پی سی اُپل۔ خزانچی۔ لودھیانہ پریسبٹری۔

اشتہار ۳/۱

الہ آباد اگریکلچر انسٹیٹیوٹ نے آٹھویں جماعت پاس شدہ طلبا کے لئے ایک چار سال کا اگریکلچر کا کورس کھول دیا ہے اور یہ امید ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ انسٹیٹیوٹ انٹرمیڈیٹ کالج جس میں صرف اگریکلچر سکھایا جائیگا منظور ہوجائیگا۔

ایک اور جماعت بھی کھول جائیگی جس میں طلباء کو الہ آباد یونیورسٹی کے انٹرمیڈیٹ امتحان کے لئے تیار کیا جائیگا۔ لیکن اس جماعت میں وہ طلبا داخل نہیں کئے جائینگے۔ جن کا غیر لازمی مضمون فزکس اور کیمسٹری ہوگا۔ زیادہ اطلاع کے لئے پرنسپل کالج ہذا سے درخواست کرو۔ ایس ہگنبوتھم پرنسپل۔

لیڈی ڈاکٹر و کمپونڈر کی ضرورت ہے

شری کرشن زنانہ ہسپتال گوجرانوالہ کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر یا لیڈی کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ کوارٹر مفت ملینگے تنخواہ حسب لیاقت۔ تمام درخواستیں بمعہ سرٹفکیٹ کے آنی چاہئیں۔

المشتہر

ڈاکٹر دیالچند۔ چیف میڈیکل افیسر

شری کرشن ہسپتال۔ گوجرانوالہ

برنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل برنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

نورافشاں کے نامہ نگار ہر ماہ ایک مضمون ضرور ارسال کریں۔ ورنہ اخبار کی قیمت لی جاویگی۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شایع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن ایڈیٹور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شایع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے نمونے کا پرچہ پادری سی ایچ مینڈی بی۔ ایس۔ سی ایڈیٹر و مینیجر مخزن مسیحی فتحگڈہ یوپی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودیانہ

اردو کی پہلی کتاب	۲/	رومن پنجابی پرائمر	۱/
؍ دوسری	۳/	تیوہار۔ اسلام میں مسیح	۱/
صحت جسمی بہ ترتیب	۰/	ینابیع الاسلام	۳/
مسلۂ التخلیق	۶/	دیدوں کی اصل	۳/
صراط المستقیم	۹/	دو سوال	۳/

ملنے کا پتہ مینیجر کرسچن بک سٹور لودیانہ

دستور العمل نورافشان

سالانہ قیمت ہندوستان کے حدود کے اندر ۔ ۔ ۔ عہ

؍ ؍ غیرممالک سے ۔ ۔ ۔ للعہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم ⅛ حصہ	مہ	عہ	عـــہ
چوتھائی کالم	عـــہ	عـــہ	للعہ
نصف کالم	عـــہ	للعہ	محہ
پورا کالم	للعہ	محہ	۱۱
پورا صفحہ	۱	۱۱صہ	۱۱۱

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲/ لیکن کسی اشتہار کے لئے عہ روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۷ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔

حصہ ہال کے طالب علم برائے حصول تعلیم سٹی مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک فی طالب علم چھ روپیہ ماہوار اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری فیس کا ⅔ ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکشا عہ سے اور ٹرنک عـــہ سے عـــہ تک ملتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینیجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بنا کر اس کا پتہ مینیجر کے دفتر میں بھیجدیوے اور ان کے نام پر نورافشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

مینیجر نورافشان

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشان ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائیٹر چھپا۔